ضلالت کے معنی بھرنے میں مشغول رہے ہیں۔ میں نے کبھی ان کی ان زیادتیوں کی پروا نہیں کی، کیونکہ مجھے یقین تھا کہ جھوٹ کی ناؤ زیادہ دیر تک چل نہیں سکتی، اور اللہ تعالیٰ ایک روز ان کی پردہ دری کر کے رہے گا۔ اب جب اُنہی کے حلقے کے ایک انصاف پسند آدمی کے ہاتھوں اللہ نے یہ پردہ دری کرا دی ہے تو وہ اس پر چراغ پا ہو رہے ہیں، حالانکہ یہ حرکاتِ مذبوحی ان کو اور زیادہ رُسوا کر دیں گی۔ سوال یہ ہے کہ اگر بالفرض میری طرف سے مفتی صاحب کی توجیہات کی کوئی تصدیق یا تردید نہ ہو، اور مفتی صاحب نے بھی میری عبارتوں سے میرا مدعا واضح کرنے کے بجائے خود اپنی طرف سے ہی میرے اقوال کی ایک ایسی توجیہ کر دی ہو جس سے وہ اعتراضات رفع ہو جاتے ہوں جو مخالفین کی طرف سے مجھ پر وارد کیے جاتے ہیں، تو آخر شریعت کے کس قاعدے کی رُو سے ایک دیانتدار انسان یہ رویّہ اختیار کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان کے قول کی جہاں دو توجیہیں ممکن ہوں، جن میں سے ایک کی بنا پر اسے مطعون نہ کیا جا سکتا ہو اور دوسری کی بنا پر وہ ملزم قرار پاتا ہو، تو وہ پہلی توجیہ کو قبول کرنے سے انکار کر دے اور دوسری توجیہ ہی پر اصرار کرتا رہے؟ اس کا یہ اصرار تو خود اس بات کی علامت ہو گا کہ وہ لِلّٰہ فی اللہ اس مسلمان سے اختلاف نہیں رکھتا بلکہ عناد اور کینہ کی بنا پر مخالفت کر رہا ہے جس کے متعلق حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ ھی الحالقہ۔

سیاہ خضاب کا استعمال

سوال۔ خضاب کے جواز یا حُرمت کے متعلق ایک جواب ستمبر ۶۴ء کے ترجمان میں شائع شدہ نظر سے گزرا۔ اس پر مزید بحث و اضافہ کی ضرورت ہے۔ سیاہ خضاب سے بچنے کا حکم جب حدیث میں موجود ہے تو اس کے جواز کی گنجائش کیسے نکل سکتی ہے۔ فقہائے حنفیہ نے بھی اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ صحیح حدیث میں بالوں کو کالا نہ کرنے کے لیے صیغۂ نہی اور مہندی لگانے کے لیے صیغۂ امر آیا ہے، اور اسی کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کے والد کو مہندی لگائی گئی تھی۔ اسی کے مطابق ہمارا عمل ہونا چاہیے۔

جواب۔ (از ملک غلام علی صاحب) اس میں کوئی شک نہیں کہ خضاب سے متعلق سند کے اعتبار سے صحیح ترین

حدیث جو مسلم میں وارد ہے، وہ یہی ہے کہ جب حضرت ابوقحافہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آنحضورؐ نے ان کی سفید داڑھی کو دیکھ کر فرمایا: غیروا ھذا الشیء وجنبوہ السواد (ان کے بالوں کو رنگ دو مگر سیاہ رنگ سے بچو)۔ اس حدیث میں مہندی لگانے کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوقحافہ کو سرخ خضاب لگایا گیا۔

اس کے بالمقابل ابن ماجہ، کتاب اللباس کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ان احسن ما اختضبتم بہ لھذا السواد۔ یہ حدیث سیاہ خضاب کے جواز پر دلالت کرتی ہے مگر بعض محدثین کے نزدیک اس کی سند ضعیف ہے۔ میں نے اپنے سابق جواب میں دونوں طرح کی ہدایات کو وجوب کے بجائے استحباب یا تنزیہ پر محمول کر کے ان میں تطبیق دینے کی کوشش کی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم کی حدیث میں سیاہ رنگ سے اجتناب کے لیے نہی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لیکن میں نے تحریم کے بجائے تنزیہ کے معنی اور مفہوم کو اس لیے ترجیح دی تھی کہ دوسری طرف غیروا میں جو امر ہے وہ بھی وجوبی نہیں، بلکہ استحبابی ہے۔ ورنہ اس امر کو بھی اگر وجوب و لزوم کے درجے میں رکھا جائے تو پھر داڑھی اور سر کو رنگین کرنا بھی ہر حال میں فرض ہوگا اور سفید رکھنا ممنوع ہوگا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور یہ بات بدیہی طور پر غلط ہے۔ اس قرینے کے پیش نظر مناسب یہ ہے کہ حرمت قطعی پر اصرار نہ کیا جائے۔ سلف میں سے بھی بعض نے اسی پہلو کو لے کر احادیث میں مطابقت پیدا کی ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں طبرانی کا یہ قول نقل کیا ہے: الامر والنھی فی ذلک لیس للوجوب بالاجماع ولھذا لم ینکر بعضھم علی بعض خلافہ (اس معاملے میں امر و نہی وجوب پر دلالت نہیں کرتی۔ اسی پر اجماع ہے اور اسی لیے اس معاملہ میں اختلاف کرنے والوں نے ایک دوسرے پر نکیر نہیں کی)۔ امام نوویؒ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ امام زہریؒ کے علاوہ ایک جماعتِ سلف نے سیاہ خضاب لگایا ہے جن میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عثمانؓ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، عقبہ بن عامرؓ، ابن سیرینؒ اور دوسرے حضرات شامل ہیں۔ احناف کا رجحان بلاشبہ تحریم کی جانب ہے لیکن انہوں نے بھی بعض حالات میں (مثلاً مجاہدین کے لیے) سیاہ خضاب کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، حالانکہ حرمتِ قطعیہ میں جواز یا تو منصوص اجازت سے پیدا ہوتا ہے یا پھر اضطرار یا اختیار یہ اُن کے اصول سے سفید ریش مجاہدین کے لیے استثناء کا حدیث میں مذکور ہونا میرے علم میں نہیں ہے اور نہ خضاب کی سیاہی کوئی